© rasailojaraid.com

فاروق رفیع[1]

نیند کے مستحب، مکروہ اور ممنوع اَوقات

احادیثِ نبویہؐ کی روشنی میں

اللہ مالک الملک اپنی تمام مخلوقات پر بالعموم اور انسانوں پر بالخصوص بڑا ہی مہربان اور نہایت شفیق ہے۔ اس ذاتِ مقدسہ نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا جس میں انسان کی خیر خواہی اور ہمدردی موجود نہ ہو۔ کتاب و سنت کے دلائل سے انسان کے لیے ایک روشن راہ کا تعین کیا، جس کی اتباع میں سراسر خیر و فلاح ہے، اس کے ساتھ انسانی عوارض اور کمزوریوں کا بھی خاص خیال رکھا ہے اور ان عوارض اور کمزوریوں کے اِزالہ کے لیے انسان کی بہترین راہنمائی کی گئی ہے۔

انسانی عوارض میں سے ایک عارضہ نیند ہے۔ اس کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے بطورِ احسان رات اور دن کی تقسیم کی، پھر دن کو کمائی کا ذریعہ بنایا اور دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے اور جسمانی آرام و سکون کے لیے رات کا انتخاب فرمایا۔ یوں انسان دن بھر کے کام کاج اور مالی و معاشی دوڑ دھوپ کے بعد رات کو آرام کرلے تو دن بھر کی تھکاوٹ کافور ہو جاتی اور وہ اگلے دن کے کاموں کے لیے تازہ دم اور بشاش ہو جاتا ہے۔ یوں زندگی کا پہیہ رواں رہتا ہے اور انسانی زندگی آرام و سکون اور اطمینان سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہے۔ نیز دن کی تکان کو مزید کم کرنا اور زندگی کی نئی تازگی کے لیے دوپہر کے آرام کو ودیعت کیا کہ قیلولہ (دوپہر کے آرام) سے انسان تازہ دم ہو کر دن کا باقی حصہ ہشاش بشاش گزار سکتا ہے۔

پھر شریعت نے اہل اسلام کو نیند کے مسئلہ میں بھی معتدل نظام دیا ہے جس میں افراط و تفریط کے پہلو سے بچنے کی تاکید ہے اور نیند میں بھی اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین ہے کہ نہ تو تارک الدنیا افراد کی طرح نیند سے بالکل پرہیز درست ہے اور نہ دنیادار

---

۱ ریسرچ سکالر مجلس التحقیق الاسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے دین افراد کی طرح گھوڑے بیچ کر سونا جائز ہے کہ عبادات ہی ترک کر دی جائیں اور انسانیت کی تخلیق کا مقصد ربِ تعالیٰ کی عبادت بجا لانا ہی فوت ہو جائے، بلکہ نیند کے اوقات کی تقسیم کار ایسی ہے کہ نیند بھی پوری ہو اور عبادت اور دیگر ضروریات سے بھی احسن انداز سے عہدہ برآ ہوا جاسکے۔ دلائل شرعیہ کی رو سے اوقات نیند کو تین حصوں (مستحب، مکروہ اور ممنوع اوقات) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نیند کے مستحب اوقات

کتاب و سنت کے دلائل کی رو سے دن رات کے دو اوقات میں (۱) رات نمازِ عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر تک اور (۲) دوپہر کو قیلولہ (نمازِ ظہر سے پہلے یا بعد میں کچھ دیر ستانا) سونا مستحب ہے۔ ان اوقات میں نیند کا اہتمام کرنے والا دن رات میں سستی، کاہلی اور اکتاہٹ کا بالکل شکار نہیں ہوتا۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) رات کی نیند

رات کو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر تک سونا جائز و مباح ہے اور کتابِ مقدس میں رات کی نیند کو عظیم نعمت اور احسان شمار کیا گیا ہے۔ اسے آرام و سکون کا باعث قرار دیا گیا ہے تاکہ نیند سے تازہ دم ہو کر انسان دینی و دنیاوی حقوق کو کما حقہ ادا کرسکے۔

① ان دلائل کی رو سے رات کو سونا مستحب عمل ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا﴾[1]

"(اللہ تعالیٰ) وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ اور نیند کو راحت بنایا اور دن کو اُٹھ کھڑا ہونے کا وقت بنایا۔"

② ﴿وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

"اور اس نے اپنی رحمت ہی سے تمہارے لیے رات اور دن بنایا تاکہ تم اس میں

۱ الفرقان:۴۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آرام کرو اس کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔"[1]

③ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾[2]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارے لیے رات اور دن کا سونا اور اس کے فضل سے کچھ تلاش کرنا۔ بلاشبہ اسمیں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔"

یہ آیات دلیل ہیں کہ رات کی نیند اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہے جس کا اہتمام کرنا نعمتِ الٰہی کی قدردانی اور شکر سپاسی ہے اور جسے ترک کرنا قطعاً درست نہیں۔ حتیٰ کہ عبادات کی خاطر تمام رات کی نیند یکسر تج کرنا اور شب زندہ داری کا دائمی معمول بنالینا ناجائز ہے۔ اس کی تردید آئندہ حدیث سے عیاں ہے۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں:

جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج النبى ﷺ يسألون عن عبادة النبى ﷺ، فلما أخبروا كأنهم تقالوها. فقالوا: وأين نحن من النبى ﷺ؟ قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر. فقال أحدهم: أما أنا فأنا أصلي الليل أبدًا، وقال الآخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال آخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبدًا، فجاء إليهم رسول الله ﷺ وقال: «أنتم الذين قلتم كذا وكذا،أما والله! إني لأخشاكم لله وأتقاكم له ولكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني.»[3]

"تین آدمی نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے کے لیے ازواجِ مطہرات کے گھروں میں آئے اور جب انہیں (آپؐ کی عبادات کے بارے میں) خبر دی گئی تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا: ہماری نبی ﷺ سے کیا نسبت؟ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی روزہ ترک نہ کروں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور

---

۱ القصص:۷۳
۲ الروم:۲۳
۳ صحیح بخاری:۵۰۶۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کبھی شادی نہ کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا اور سب سے زیادہ متقی ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں۔ (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں نے عورتوں سے شادی بھی کی ہے، سو جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔"

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ رات کو سونا افضل عمل ہے اور اگر کوئی نمازِ تہجد وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی رات کے کچھ حصہ میں نیند ضرور کرلے۔ کلیتاً رات کی نیند ترک کر دینا اور اسے تقویٰ و پرہیز گاری کی علامت سمجھنا کتاب و سنت کے دلائل سے صریح انحراف ہے۔

(۲) قیلولہ (دوپہر کا آرام)

جس طرح دن بھر کی تھکاوٹ سے چور ہو کر انسان رات کو بستر ڈھونڈتا ہے اور رات کی نیند اس کی تھکاوٹ دور کر کے اسے تازہ دم کر دیتی ہے، اسی طرح دوپہر کی نیند (قیلولہ) انسان کی صحت و طبیعت پر اچھے اثرات چھوڑتی ہے اور دوپہر کی گھنٹہ دو گھنٹے کی نیند انسان میں نئی تازگی اور نشاط پیدا کرتی ہے کہ باقی دن کام کاج کرنا اس کے لیے انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔ انسانی طبیعت میں فرحت و تازگی پیدا کرنے کے پیش نظر کتاب و سنت کے دلائل سے دوپہر کی نیند کو مستحب قرار دیا گیا ہے:

① اِرشادِ ربانی ہے: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾[1]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا۔"

اس آیت میں دن کی نیند سے مراد قیلولہ ہے۔ ابن عاشور آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فالناس ينامون بالليل ومنهم من ينام بالنهار في القائلة وبخاصته أهل الأعمال المضنية إذا استراحوا منها في منتصف النهار خصوصًا في البلاد الحارة أو في فصل الحر[2]

---

۱ یونس:۶۷

۲ التحریر والتنویر:۳۶/۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت کا مستدل یہ ہے "لوگ رات کو محوِ خواب ہوتے ہیں اور بعض لوگ دن کو قیلولہ کے وقت نیند کرتے ہیں۔ بالخصوص اعمالِ شاقہ انجام دینے والے زہاد، کیونکہ وہ استراحت کی خاطر دوپہر کو سوتے ہیں اور گرم علاقوں میں یا موسم گرما میں بھی بطورِ خاص قیلولہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔"

تفسیر الدرر المصون میں اسی آیت کی تفسیر یوں ہے:

والنوم بالنهار مما كانت العرب تعده نعمة من الله ولا سيما في أوقات القيلولة في البلاد الحارة[1]

"اہل عرب دوپہر کی نیند کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام شمار کرتے تھے اور خصوصاً گرم ممالک میں قیلولہ عظیم نعمت ہے۔"

② یہ آیت بھی قیلولہ کے جواز و استحباب کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ﴾[2]

"اے ایمان والو! تمہارے زیر ملکیت غلام اور وہ بچے جو بلوغت کو نہیں پہنچے تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں۔ نمازِ فجر سے قبل اور ظہر کے وقت جب تم (آرام کے لیے) اپنے کپڑے اتارتے ہو اور نمازِ عشاء کے بعد یہ تین اوقات پردہ کے ہیں۔"

اس آیت میں ظہر کا آرام اہل ایمان کی عادت قرار دیا گیا ہے۔ سو یہ عمل مستحب ہے جس کا اہتمام جسمانی راحت و فرحت کا باعث ہے۔

احادیث مبارکہ میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام کا معمول مذکور ہے کہ یہ حضرات بھی قیلولہ کے عادی تھے اور سفر و حضر میں قیلولہ کی پابندی ان کا شعار تھا۔

③ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

أن أم سليم كانت تبسط للنبي ﷺ نطعا فيقيل عندها علىٰ ذلك

1 الدرر المصون فی علم الکتاب: ۱/۷/۳۰۳
2 النور: ۵۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

النطع....[1]

"امّ سلیم نبی ﷺ کے لیے ایک چمڑے کا بچھونا بچھاتیں تو آپؐ ان کے ہاں اسی چمڑے کے بچھونے پر دوپہر کو آرام کرتے تھے۔"

④ سہل بن سعد بیان کرتے ہیں: ما كنا نقيل ولا نتغدى إلا بعد الجمعة[2]

"ہم (عہدرسالت میں) نمازِ جمعہ کے بعد ہی قیلولہ اور دوپہر کا کھانا تناول کیا کرتے تھے۔"

یعنی صحابہ کرام کے قیلولہ کا عام معمول نمازِ ظہر سے قبل ہوتا تھا لیکن جمعہ کی تیاری اور ادائیگی کی وجہ سے جمعہ کے دن اسے نمازِ جمعہ سے مؤخر کردیتے تھے۔

⑤ سائب بن یزید سے مروی ہے، کہتے ہیں:

وكان عمر رضي الله عنه يمر بنا نصف النهار أو قريبًا منه فيقول: قوموا فقيلوا فما بقي فللشيطان[3]

"عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کو ہمارے پاس سے گزرتے تو کہتے: اُٹھو (جاکر) قیلولہ کرو۔ اس وقت کا باقی حصہ شیطان کے لیے ہے (یعنی شیطان اس وقت قیلولہ نہیں کرتا)۔"

⑥ درج بالا آیات و احادیث اور آثار قیلولہ (دوپہر کے آرام) کے مستحب ہونے کے دلائل ہیں اور نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ عمل اتنا پسند تھا کہ دورانِ سفر بھی قیلولہ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

أنه غزا مع رسول الله ﷺ قبل نجد، فلما قفل رسول الله ﷺ قفل معه فأدركتهم القائلة في واد كثير العضاة، فنزل رسول الله ﷺ وتفرق الناس يستظلون بالشجر، فنزل رسول الله ﷺ تحت شجرة وعلق به سيفه ونمنا نومة فإذا رسول الله ﷺ يدعونا وإذا عنده أعرابي، فقال: «إن هذا اخترط عليّ سيفي وأنا نائم فاستيقظت وهو في يده صلتاً فقال: من يمنعك مني؟ فقلت: الله،

---

١ صحیح بخاری: ۶۲۸۱

٢ ایضاً: ۹۳۹، صحیح مسلم: ۸۵۹

٣ الأدب المفرد: ۱۲۳۹ علامہ البانی نے صحیح الأدب المفرد میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے کیونکہ سعید بن عبدالرحمن جحشی صدوق راوی ہے اور باقی تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثلاثًا» ولم يعاقبه وجلس[1]

”وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ واپس پلٹے تو وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ (واپسی پر) ایک کانٹے دار جھاڑیوں والی وادی میں قیلولے کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے وہاں نزول کیا اور لوگ درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لیے منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے اُترے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ ہم تمام گہری نیند سو گئے تو اچانک رسول اللہ ﷺ ہمیں پکارنے لگے اور ناگہاں وہاں ایک دیہاتی موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا: میں سویا تھا کہ اس نے مجھ پر تلوار سونتی تو میں بیدار ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس نے کہا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ (مجھے بچائے گا) آپؐ نے یہ کلمات تین مرتبہ کہے۔ (اس پر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی) آپؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور آپؐ بیٹھ گئے۔“

مکروہ اَوقات

نیند کے کچھ اوقات مکروہ ہیں جن میں سونا ناپسندیدہ عمل اور بیدار رہنا مستحب فعل ہے لہٰذا ان اوقات میں نیند سے اجتناب کرنا افضل ہے:

(۱) نمازِ مغرب کے بعد

نمازِ مغرب کے بعد اور قبل از عشاء سونا مکروہ فعل ہے، کیونکہ اس وقت کی نیند سے نماز عشاء کے افضل وقت یا تمام وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا شریعت نے اس وقت کی نیند کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ كان يكره النوم قبل العشاء والحديث بعدها.[2]

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء سے قبل نیند اور نماز عشاء کے بعد گفتگو کرنا ناپسند کرتے تھے۔“

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء والحديث بعدها

---

۱ صحیح بخاری: ۲۹۱۰

۲ صحیح بخاری: ۵۶۸، سنن ابی داؤد: ۴۸۴۹، جامع ترمذی: ۱۶۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ورخص في ذلك بعضهم وقال عبدالله بن المبارك: أكثر الأحاديث علىٰ الكراهة، ورخص بعضهم في النوم قبل صلاة العشاء في رمضان[1]

"اکثر علما نے عشاء سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند کیا۔ البتہ بعض علما نے اس میں رخصت دی اور عبد اللہ مبارک فرماتے ہیں کہ اکثر احادیث اس (عشاء سے قبل نیند اور بعد میں گفتگو) کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں تاہم کچھ علما نے رمضان میں قبل از عشاء سونے کی رخصت دی ہے۔"

حدیث الباب مطلق ہے اور کسی نص کے بغیر اس کی تقیید و تعیین نامناسب ہے، لہٰذا راتیں چھوٹی ہوں یا لمبی، رمضان کا مہینا ہو یا غیر رمضان، نماز عشاء سے قبل سونا نامناسب ہے اور یہ عمل مکروہ ہی متصور ہو گا۔ البتہ نیند کا شدید غلبہ ہو اور نماز عشاء کے اصل وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں قبل از عشاء سونے کی رخصت ہے۔ اس جواز کے لیے امام بخاری نے صحیح بخاری میں درج ذیل عنوان قائم کیا ہے: "باب النوم قبل العشاء لمن غلب" (نیند سے مغلوب شخص کے لیے عشاء سے قبل سونے کے جواز کا بیان) پھر اس باب کے تحت مندرجہ ذیل کچھ روایات ذکر کی ہیں جس میں نیند کے غلبہ کی صورت میں قبل از عشاء سونے کا جواز ہے:

① حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

أعتم رسول الله ﷺ بالعشاء حتى ناداه عمر الصلاة، نام النساء والصبيان، فخرج فقال: ما ينتظرها أحد من أهل الأرض غيركم[2]

"(ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء مؤخر کر دی حتیٰ کہ عمرؓ نے نماز کے لیے آواز دی جبکہ عورتیں اور بچے سو چکے تھے۔ پھر آپؐ نماز کے لیے نکلے اور فرمایا: اہل زمین میں سے تمہارے سوا اس نماز کا کوئی بھی انتظار نہیں کر رہا۔"

② عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ شغل عنها ليلة فأخرها حتى رقدنا في المسجد،

---

1 جامع ترمذی: زیر حدیث: ۱۶۸
2 صحیح بخاری: ۵۶۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم استيقظنا، ثم رقدنا، ثم استيقظنا، ثم خرج علينا النبي ﷺ ثم قال: ليس أحد من أهل الأرض ينتظر الصلاة غيركم وكان ابن عمر لا يبالي أقدمها أم أخرها إذا كان لا يخشي أن يغلبه النوم عن وقتها، وكان يرقد قبلها[1]

"رسول اللہ ﷺ ایک رات نمازِ عشاء سے غافل ہوگئے اور اسے اتنا مؤخر کیا کہ ہم مسجد میں سوگئے، پھر ہم بیدار ہوئے اور پھر سوگئے۔ اس کے بعد نیند سے جاگے پھر نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اہل ارض میں سے کوئی بھی تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کررہا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ عشاء کی تقدیم و تاخیر میں کچھ پروانہ کرتے تھے بشرطیکہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے اس کے وقت کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہوتا اور وہ نمازِ عشاء سے قبل سوجایا کرتے تھے۔"

نمازِ مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے قبل سونا مکروہ ہے۔ البتہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے نمازِ عشاء سے قبل سونا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز عشاء کے اصل وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر نیند میں انہماک کی وجہ سے عشاء کے وقت نماز کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو نماز عشاء پڑھ کر سونا بہتر ہے۔

۲) نمازِ فجر کے بعد

نماز فجر کے بعد ذکر واذکار میں منہمک ہونا، طلوعِ فجر تک مسجد میں بیٹھ کر تلاوتِ قرآن اور اذکارِ مسنونہ کا اہتمام کرنا افضل عمل ہے اور اگر نیند کا غلبہ اور تھکاوٹ نہ ہو تو اس وقت سونا ناپسندیدہ فعل ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماے سلف رحمہم اللہ کا وتیرہ تھا کہ وہ اس وقت اَوراد و وظائف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ البتہ نمازِ فجر کے بعد نیند کو ناجائز سمجھنا درست نہیں کیونکہ نمازِ فجر کے بعد نیند کی ممانعت کی احادیث کمزور و ناقابل احتجاج ہیں، جنہیں ہم مضمون کے آخر میں بالاستیعاب نقل کریں گے۔ سو نمازِ فجر کے بعد سونے کا جواز تو ہے، لیکن اس وقت بیدار رہنا اور اذکار کا اہتمام کرنا مستحب و افضل عمل ہے:

① جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

1 ایضاً: ۵۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أن رسول الله ﷺ كان إذا صلى الفجر جلس في مصلاه حتى تطلع الشمس حسنا[1]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر ادا کرتے تو آپؐ اپنی جائے نماز پر بیٹھے رہتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔"

② جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

كان لا يقوم من مصلاه الذي يصلي فيه الصبح أو الغداة حتى تطلع الشمس، فإذا طلعت الشمس قام، وكانوا يتحدثون، فيأخذون في أمر الجاهلية، فيضحكون ويتبسم.[2]

"رسول اللہ ﷺ اپنے اس مقامِ نماز سے جہاں نمازِ فجر ادا کرتے، طلوعِ آفتاب سے قبل نہ اُٹھتے تھے۔ چنانچہ جب آفتاب نمودار ہوتا تو آپؐ اُٹھ پڑتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (طلوعِ آفتاب کے بعد) گپ شپ لگاتے اور دورِ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنستے اور آپؐ مسکراتے تھے۔"

حدیثِ مذکور کی شرح میں امام نووی بیان کرتے ہیں:

"نمازِ فجر کے بعد ذکر کرنا اور جائے نماز پر ہی بیٹھے رہنا مستحب فعل ہے بشرطیکہ کوئی عذر ہو۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: سلف صالحین اور علما کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس وقت (نمازِ فجر کے بعد) ذکر و اذکار اور ادعیہ میں مصروف رہتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ دورِ جاہلیت اور اُمم سابقہ کے واقعات بیان کرنا جائز ہے اور ہنسنا بھی درست ہے البتہ مسکرانا افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول تھا۔"[3]

③ ابو وائل بیان کرتے ہیں:

غدونا على عبد الله بن مسعود يومًا بعد ما صلينا الغداة، فسلمنا بالباب، فأذن لنا قال: فمكثنا بالباب هنيّة قال: فخرجت الجارية فقالت: ألا تدخلون؟ فدخلنا فإذا هو جالس يسبّح فقال: مامنعكم أن تدخلوا وقد أذن لكم؟ فقلنا: لا، إلا أنا ظننّا أن

---

١ صحیح مسلم:٦٧٠

٢ صحیح مسلم:٦٧٠

٣ شرح النووی:١٥/٧٩

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض أهل البيت نائم قال: ظننتم بآل ابن أم عبد غفلة، قال: ثم أقبل يسبّح حتى ظن أن الشمس قد طلعت فقال :ياجارية! أُنظري هل طلعت الشمس؟ قال فنظرت فإذا هي لم تطلع، فأقبل يسبّح حتى ظن أن الشمس قد طلعت فقال: يا جارية! انظري وهل طلعت؟ فنظرت فإذا هي قد طلعت فقال: الحمد لله الذي أقالنا يومنا هذا، ولم يهلكنا بذنوبنا[1]

''ایک دن ہم صبح کی نماز پڑھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے (طلبِ اجازت کے لیے) دروازے پر سلام کہا تو ہمیں اجازت مل گئی۔ راوی کہتے ہیں: ہم کچھ دیر دروازے پر کھڑے رہے، پھر باندی باہر آئی اور بولی تم گھر میں داخل کیوں نہیں ہوتے؟ چنانچہ ہم گھر میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے تسبیح کررہے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا: اجازت ملنے کے بعد تمہارے گھر میں داخل ہونے سے کیا امر مانع تھا؟ ہم نے عرض کیا: کچھ بھی مانع نہ تھا، البتہ ہمیں یہ گمان تھا کہ شاید گھر کے کچھ افراد محوِ خواب ہوں (اس لیے ہم نے ہچکچاہٹ محسوس کی)۔ اس پر عبداللہؓ نے کہا: تم ابن مسعود کے اہل خانہ کے بارے غفلت کا گمان رکھتے ہو (یہ محال ہے)۔ پھر وہ تسبیح میں مشغول ہوگئے حتیٰ کہ اُنہوں نے سمجھا کہ سورج طلوع ہوچکا ہے تو اُنہوں نے باندی سے کہا: دیکھو سورج طلوع ہوچکا ہے؟ راوی کہتے ہیں: اُس نے دیکھا لیکن ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا۔ چنانچہ وہ اذکار میں مصروف ہوگئے حتیٰ کہ اُنہوں نے پھر سمجھا کہ سورج طلوع ہوچکا ہے، اُنہوں نے کہا: لڑکی! دیکھو کیا سورج طلوع ہوچکا ہے؟ اس نے دیکھا تو سورج طلوع ہوچکا تھا۔ اس پر عبداللہ نے کہا: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمارے اس دن کی لغزشیں معاف کیں اور ہمارے گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ کیا۔''

④ خواتؓ بن جبیر بیان کرتے ہیں:

نوم أول النهار خرق وأوسطه خلق وآخره حمق[2]

---

١ صحیح مسلم:۷۲۲

٢ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۱۳، صحیح الادب المفرد:۷۹۴ (صحیح)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

”دن کے شروع حصے کی نیند جہالت، درمیانی حصے کی نیند اچھی عادت اور آخری حصے کی نیند بے وقوفی کی علامت ہے۔“

مذکورہ بالا احادیث و آثار دلیل ہیں کہ نمازِ فجر سے لے کر طلوعِ فجر تک ذکر و اذکار کرنا اور ادعیہ وغیرہ کا اہتمام کرنا افضل عمل ہے اور بلا عذر اس وقت میں نیند کو معمول بنا کر اس بابرکت وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس وقت کی تازگی سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور اس وقت کے مسنون اذکار، تلاوتِ قرآن اور ادعیہ وغیرہ کا التزام کرنا چاہیے کیونکہ یہی نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

۳) عصر کے بعد

نمازِ عصر کے بعد سونا مکروہ فعل ہے، اس وقت کی نیند سے ذہنی توازن متاثر ہوتا ہے اور اس وقت کی مسلسل نیند انسان کو کند ذہن بنا دیتی ہے۔ اس بارے مرفوع روایت تو ضعیف ہے جو سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① «من نام بعد العصر فاختلس عقله فلا يلومن إلا نفسه»[1]

”جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کا ذہنی توازن بگڑ جائے تو وہ اپنی ذات ہی کو ملامت کرے۔“

نیز اس معنیٰ کی تمام مرفوع روایات ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے علامہ ناصر الدین البانی کی کتاب 'السلسلة الضعيفة'[2] کا مطالعہ کیجئے۔ البتہ کچھ صحیح آثار ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ عصر کے بعد بلا عذر سونا اور اس وقت کی نیند کو معمول بنانا مکروہ فعل ہے۔

② جبیر بن خوات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نوم أول النهار خرق، وأوسطه خلق وآخره حمق[3]

”دن کے اوّل حصہ کی نیند جہالت، درمیان حصہ کی نیند اچھی عادت اور آخری حصے (نمازِ عصر کے بعد) کی نیند بے وقوفی کا باعث ہے۔“

---

۱ کتاب المجروحین: ۱/ ۲۸۳، کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ۱۴۸۰، الضعیفہ: ۳۹ (ضعیف جداً)

۲ الضعیفہ: ۳۹

۳ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۷۲۱۲، صحیح الادب المفرد: ۹۴۷ (صحیح)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

③ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (مکحول):

أنه كان يكره النوم بعد العصر وقال: يخاف علىٰ صاحبه الوسواس[1]

”عصر کے بعد سونا ناپسند کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ عصر کے بعد سونے والے کے ذہنی توازن بگڑنے کا ڈر ہے۔“

نیند کے ممنوع اَوقات

فرض نمازوں کے اوقات میں بلا عذر سونا ناجائز فعل ہے اور اس پر سخت وعید وارد ہے۔ لہٰذا پانچ فرض نمازوں کے اوقات میں سونا ممنوع فعل ہے جس سے اجتناب از بس ضروری ہے۔ ان اوقات میں نیند کا اہتمام اور نمازوں سے غفلت انتہائی مہلک ہے اس سے فرض نمازوں میں دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ شیطانی تسلط مضبوط ہوتا اور شیطانی غلبے کی وجہ سے انسان بالآخر فرض نمازوں کا تارک ہو جاتا ہے، جس سے دل و دماغ میں دینی عقائد و نظریات کمزور پڑتے ہیں۔ عبادات سے تعلق منقطع ہوتا اور شیطانی اثر و رسوخ اور تسلط کی وجہ سے انسان روحِ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نمازوں میں غفلت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اپنی اصلاح کریں۔ غفلتوں کو ترک کریں اور نمازوں میں نیند کے غلبے کو کنٹرول کر کے نیند کا رخ مستحب اوقات کی طرف موڑ کر دین اسلام کا صحیح پیروکار ہونے کا ثبوت دیں۔ ذیل میں ہم وہ احادیث درج کریں گے جن میں نمازوں کے اوقات میں سونے کی وعید ہے۔ بالخصوص نمازِ فجر کے وقت سوئے رہنا تو انتہائی ہلاکت خیز ہے۔ دلائل ملاحظہ کیجئے:

① فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾[2]

”بے شک نماز مؤمنوں پر وقت مقرر پر فرض کی گئی ہے۔“

② ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾[3]

”نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے لیے مطیع

---

1 ایضاً: ۲۷۲۱۳ (صحیح)
2 النساء: ۱۰۳
3 البقرۃ: ۲۳۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو کر قیام کرو۔"

③ ﴿ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴾[1]

"نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

ان آیات میں نماز باجماعت کے اہتمام کی تاکید ہے اور آئندہ احادیث میں نماز باجماعت میں غفلت، سستی اور قصداً نیند کا اہتمام کرنے سے اجتناب کی تاکید ہے اور اس بارے میں سخت وعید وارد ہے:

④ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من سمع النداء فلم يأته، فلا صلاة له إلا من عذر»[2]

"جس نے اذان سنی پھر نماز (باجماعت) کے لیے نہ آیا تو عذر کے سوا اس کی نماز نہیں"

⑤ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

«من حافظ عليها كانت له نورًا وبرهانا ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نور ولا برهان ولانجاة، وكان يوم القيامة مع قارون و فرعون و هامان وأبي بن خلف»[3]

"جس نے اس (نماز باجماعت) کی حفاظت کی تو یہ نماز اس کے لیے روزِ قیامت نور، دلیل اور نجات ہو گی اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی، یہ اس کے لیے نور، دلیل اور نجات نہ ہو گی اور وہ روز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔"

نیز نماز باجماعت کے دوران قصداً سونے کی سزا سخت ہولناک ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک لمبی حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بیان ہے۔ اس کا مختصر شذرہ جو ہمارے موضوع کے متعلق ہے، یہ ہے کہ ایک شخص چت لیٹا تھا، اس کے سرہانے ایک آدمی پتھر لیے کھڑا ہے، وہ پوری قوت سے پتھر اس کے سر پر مارتا ہے اور اس کا سر چکنا چور کر دیتا ہے۔ پھر پتھر لڑھک کر نیچے چلا جاتا ہے، وہ آدمی پتھر لینے جاتا ہے پتھر لے کر واپس

---

1 ایضاً: ۴۳

2 سنن ابن ماجہ: ۷۹۳، صحیح الجامع الصغیر: ۶۳۰۰ (صحیح)

3 مسند احمد: ۲/ ۱۶۹، صحیح ابن حبان: ۱۴۶۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آتا ہے تو متاثرہ شخص کا سر درست ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ اس عذاب سے روزِ قیامت تک مسلسل دوچار کیا جاتا رہے گا۔

⑥ آپؐ کے استفسار پر فرشتوں نے آپؐ کو بتایا:

أما الرجل الذی أتیت علیه یثلغ رأسه بالحجر، فإنه الرجل یأخذ القرآن فیرفضه وینام عن الصلاة المکتوبة[1]

''وہ آدمی جس کے قریب سے آپؐ گزرے اور اس کا پتھر سے سر کچلا جا رہا تھا، وہ آدمی ہے جس نے قرآن یاد کیا پھر اسے بھلا دیا اور یہ فرض نماز سے سویا رہتا تھا۔''

⑦ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں:

ذکر عند النبی ﷺ رجل فقیل مازال نائماً حتی أصبح ما قام إلی الصلاة فقال: بال الشیطان فی أذنه[2]

''نبی ﷺ کے ہاں ایک آدمی کا ذکر ہوا اور آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ مسلسل سویا رہا حتی کہ صبح ہو گئی اور وہ نماز کے لیے بیدار نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کیا ہے۔''

خلاصۂ بحث

① نمازِ باجماعت کے اوقات میں قصداً سونا یا بیداری کا کوئی خاص اہتمام نہ کرنا انتہائی مبغوض فعل ہے جبکہ نماز باجماعت کے دوران سوئے رہنا ناجائز ہے۔

② نیند میں ایسا انہماک و تسلسل کہ نماز باجماعت چھوٹ جائے قطعاً درست نہیں۔

③ نمازوں میں غفلت، سستی اور عدمِ اہتمام کا انجام ہلاکت اور روزِ قیامت کی رسوائی ہے۔

④ البتہ نیند کا شدید غلبہ ہو اور نماز کو ادا کرنا مشکل ہو جائے تو اس مجبوری کی صورت میں سونے اور نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے لیکن اس گنجائش سے غلط استدلال لینا، نمازوں سے تاخیر کا بہانہ بنانا اور صبح سورج چڑھنے کے بعد تک سونے کا جواز بنانا قطعاً ناجائز ہے بلکہ اس استثنائی صورتِ حال سے انسان کو زندگی میں کبھی کبھار ہی واسطہ پڑتا ہے لہٰذا

1 صحیح بخاری: ۷۰۴۷
2 ایضاً: ۱۱۴۴، صحیح مسلم: ۷۷۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجبوری کی اس حالت میں شریعت نے اس صورت میں سونے کی رخصت دی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا نعس أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم، فإن أحدكم إذا صلي وهو ناعس لا يدري لعله يستغفر فيسب نفسه»[1]

"جب تم میں کسی کو حالتِ نماز میں سخت غنودگی چھائے تو وہ سوجائے حتیٰ کہ نیند ختم ہو جائے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص حالت نیند میں نماز پڑھے گا تو اسے معلوم نہیں ہوگا، ممکن ہے وہ استغفار کے بجائے اپنی ذات ہی کو مطعون کررہا ہو۔"

امام نووی بیان کرتے ہیں اس حدیث میں نماز میں خشوع، فارغ البالی اور نشاط اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

اور نماز میں اونگھنے والے کو اتنی نیند کا حکم ہے کہ اس سے نیند کا غلبہ چھٹ جائے اور یہ حکم دن رات کی فرض و نفل نمازوں کو عام ہے۔ شافعیہ اور جمہور علما اسی مذہب کے قائل ہیں۔ البتہ نیند کی اتنی رخصت ہے، جس سے فرض نماز کا وقت ختم نہ ہو۔[2]

زبان زدِ عام ممنوع اَوقاتِ نیند

گزشتہ بحث میں کتاب و سنت کے دلائل صریحہ سے نیند کے مستحب، مکروہ اور ممنوع اوقات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ البتہ ان سے ہٹ کر کچھ اوقات بعض لوگوں میں مشہور ہیں کہ ان اوقات میں سونا جائز نہیں مثلاً نمازِ فجر کے بعد نیند کے مسئلہ میں اتنا افراط و تفریط ہے کہ کچھ لوگ اس وقت کی نیند کو حرام قرار دیتے ہیں تو بعض لوگ اس وقت کی نیند کو اپنے لیے واجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سامنے اُسوہ رسول ﷺ موجود ہے جس پر عمل کرکے ہم افراط و تفریط سے بھی بچ سکتے ہیں اور اتباعِ سنت میں دین و دنیا کی فلاح و کامرانی بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ حرام قرار دینے والوں کے پیش نظر غالباً نماز فجر کے بعد نیند کی وہ صورت ہوتی ہے جس میں صبح کی نماز کو ضائع کردیا گیا ہو۔ جہاں تک نماز فجر کی ادائیگی کے

---

1 صحیح بخاری: ۲۱۲، صحیح مسلم: ۷۸۶

2 شرح النووی: ۶/ ۷۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد سونے کی بات ہے تو گذشتہ بحث میں مکروہ اوقات کے تحت نمازِ فجر کے بعد سونے کی کراہت بیان ہوئی ہے جس سے صبح کے وقت سونے کا جواز بہر حال موجود ہے اور اس وقت کی نیند کی حرمت پر دال روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ جن کی رو سے نماز فجر کے بعد نیند کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا:

① حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصبحة تمنع الرزق»[1] "صبح کی نیند رزق سے مانع ہے۔"

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابن عدی بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسحٰق بن ابی فروہ کے متعلق امام احمد کہتے ہیں کہ اس کی روایت کو لینا میرے نزدیک جائز نہیں۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ حدیث میں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اللآلي المصنوعة[2] کا مطالعہ کیجئے۔

② سیدہ فاطمہؓ بنتِ محمد ﷺ بیان کرتی ہیں:

مر بي رسول الله ﷺ وأنا مضطجعة متصحبة، فحركني برجله ثم قال: يا بنية! قومي اشهدي رزق ربك، ولا تكوني من الغافلين، فإن الله يرزق أرزاق الناس مابين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس[3]

"رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے جب کہ میں سوئی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا پھر فرمایا: پیاری بیٹی! اُٹھو، اپنے ربّ کے رزق کی تقسیم میں شامل ہو اور غافلوں سے نہ ہو جاؤ، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک لوگوں کا رزق تقسیم کرتے ہیں۔"

اس حدیث کی سند میں عبد الملک بن ہارون بن عنزہ کذاب ووضاع راوی ہے۔ امام احمد کہتے ہیں: "عبد الملک ضعیف ہے۔" یحییٰ بن معین نے اسے کذاب اور ابو حاتم نے متروک

---

۱ الکامل لابن عدی: ۱/ ۳۲۱، کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ۱۴۷۹ (ضعیف جداً)

۲ ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸

۳ شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۳۵، الضعیفۃ: ۵۱۷۰ (موضوع)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرار دیا ہے اور ابن حبان کہتے ہیں: یہ احادیث گھڑتا ہے۔[1]

④ حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلوعِ آفتاب سے قبل سونے سے منع کیا ہے۔[2] واضح رہے کہ اس روایت میں تصحیف ہے کہ لفظ السوم، کو لفظ النوم سے بدل دیا گیا ہے۔ اس روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں:

«نهى عن السوم قبل طلوع الشمس وعن ذبح ذوات الدر»[3]

"نبی ﷺ نے طلوعِ آفتاب سے قبل سودا کرنے اور دودھیل جانور کے ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔"

کھانا کھانے کے بعد سونا

شرعی اعتبار سے کھانے کے بعد سونے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ احادیث میں کھانے کے بعد سونے کا جواز ہے جس کی رو سے کھانا کھانے کے بعد سونا جائز و مباح ہے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ إذا ذهب إلى قباء يدخل على أم حرام بنت ملحان فتطعمه، فدخل يومًا فأطعمته فنام رسول الله ﷺ[4]

"رسول اللہ ﷺ جب بھی قبا جاتے تو اُمّ حرام بنتِ ملحان کے پاس حاضر ہوتے اور وہ آپؐ کو کھانا کھلاتیں۔ ایک دن آپؐ ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے، اُنہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا، پھر آپؐ سو گئے۔"

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ کھانے کے بعد سونا جائز ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کے دن دوپہر کا کھانا کھا کر ہی قیلولہ کرتے تھے۔ قیلولہ کے تحت یہ احادیث بیان ہوئی ہیں۔ نیز جن روایت میں کھانے کے بعد سونے کی ممانعت و مفاسد کا بیان ہے، وہ من گھڑت و خود ساختہ روایات ہیں جو شرعی احکام میں ناقابل قبول اور مسترد ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

① حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1. میزان الاعتدال: ۵۲۵۹
2. ضعیف الترغیب: ۱۰۳۸
3. سنن ابن ماجہ: ۲۲۰۶، الضعیفہ: ۴۷۱۹
4. صحیح بخاری: ۶۲۸۲، ۶۲۸۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

«أذيبوا طعامكم بذكر الله والصلاة، ولا تناموا عليه فتقسو له قلوبكم»[1] ''اللہ کے ذکر اور نماز سے کھانا ہضم کرو، کھانے کے بعد نیند نہ کرو، اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔''

اس سند میں ابوالخلیل بزیع بن حسان متروک اور متہم بالوضع راوی ہے۔

حافظ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں کہ

''بزیع کی حدیث موضوع روایت کے متشابہ ہے اور میرے والد نے کہا کہ وہ ذاہب الحدیث (یعنی متروک) ہے۔ دارقطنی کا قول ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں، جن کی متابعت نہیں کی جاتی اور ابن حسان کہتے ہیں: یہ ثقہ راویوں سے عمداً موضوع روایات نقل کرتا ہے۔''[2]

امام ذہبی بیان کرتے ہیں کہ

''بزیع بن حسان متروک الحدیث اور متہم بالکذب راوی ہے۔''[3]

④ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أذيبوا طعامكم بالصلاة ولا تناموا عليه فتقسوا قلوبكم»[4]

''نماز کے ذریعے سے کھانا ہضم کرو اور کھانا کھا کر نیند نہ کرو، اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔''

اس حدیث کی سند میں اصرم بن حوشب کذاب و وضاع راوی ہے جس پر ائمہ محدثین نے سخت جرح کی ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

''یہ کذاب خبیث راوی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے اسے متروک کہا ہے۔ امام دارقطنی نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے اور ابن حبان کہتے ہیں: یہ ثقہ راوی کی طرف موضوع روایات منسوب کرتا تھا۔''[5]

---

۱ الکامل لابن عدی: ۲/ ۴۹۳، کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ۱۴۸۲ (موضوع)
۲ کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: ۱/ ۱۳۸: ۵۰۲
۳ المغنی فی الضعفاء: ۱/ ۱۶۳: ۸۷۴
۴ الکامل لابن عدی: ۱/ ۳۹۶، کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ۱۴۸۳، ۱۴۸۴ (موضوع)
۵ میزان الاعتدال: ۱/ ۲۷۲، کتاب الضعفاء والمتروکین: ۱/ ۱۲۷

© rasailojaraid.com